Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

صباحت یاسمین

ایک چُپ سو سُکھ

وہ پسینے سے یوں تربتر تھی کہ سر کے بال تک گیلے ہو چکے تھے۔ دایاں کندھا دکھنے لگا تو اس نے بیگ وہاں سے اُتار کر بائیں کندھے پہ لٹکایا۔ پیسے بچانے کی اسے عادت تھی اور ہر گرہستن کی طرح اپنی اس عادت کے ساتھ وہ خوش اور مطمئن تھی۔ ٹیکسی کے بجائے رکشا لیتی اور جہاں رکشا والی بچت ممکن ہوتی تو وہ بھی ضرور کرتی۔ سودا سلف اور کپڑا، جوتا لیتے وقت خوب بھاؤ تاؤ کرتی۔ دس روپے بچانے کی خاطر گھنٹوں بحث کر سکتی

تھی وہ... مگر گھر میں اسے چُپ لگ جاتی تھی۔ شدید چُپ... یہ اس کی اماں کا دیا ہوا سبق تھا۔ رخصتی کے

www.urdupalace.com

وقت وہ اس کے گلے لگیں تو چھ لفظی نصیحت کی۔

"یاد رکھنا ایک چپ سو سکھ۔۔۔" اس نے وہ ایک چُپ پلّو سے باندھ لی مگر وہ۔ و سکھ۔۔۔؟

یہ سب سوچتے ہوئے نہ چاہنے کے باوجود اس کے لبوں سے ٹھنڈی آہ نکلی۔ ماضی کے سترہ سال اس نے وہ سکھ ڈھونڈتے ہوئے گزارے تھے، مگر ابھی تک وہ اسے مل نہیں سکے تھے۔

ہو سکتا ہے مستقبل قریب کی ہی کسی گھڑی میں چھپے ہوں۔ اس نے خوش امیدی سے سوچا اور گھر کے دروازے پہ لگے لٹو کو گھڑی وار گھمایا، گھر آگیا تھا، روزانہ یوں ہی سوچوں کے تانے بانے بُنتی وہ گھر پہنچ جاتی تھی۔

"السلام علیکم!" آواز کو حد ادب میں رکھتے ہوئے اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم۔۔۔ میرا موبائل نہیں مل رہا۔"

روزانہ یہی کرخت آواز استقبال کرتی، مگر آج وہ روزانہ سے زیادہ ڈری، کیونکہ آواز معمول سے کہیں بلند تھی۔ یعنی اماں غصہ میں تھیں۔

"یہیں کہیں ہوگا اماں جی!" دھیرے سے کہتے ہوئے اس نے پرس ان کے پاس تخت پہ رکھا اور خود واش روم میں گھس گئی۔ فریش ہو کر باہر آئی تو پرس الٹا ہوا تھا۔ ہر شے بکھری پڑی تھی اور اماں بڑے دھیان سے اندرونی جیبیں چیک کر رہی تھیں۔ پیسوں والی جیب سے سو کے تین پچاس کا ایک نوٹ برآمد ہوا اور کچھ سکے کھڑکھڑائے۔

"کہاں گیا میرا موبائل؟" انہوں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

"میں چائے پی کے فوراً ڈھونڈتی ہوں۔"

"رہنے دو، تم اب بس چائے ہی اڑاؤ۔" وہ اٹھ کر اس کے مقابل آ کھڑی ہوئیں۔

"میں ابھی دیکھ دیتی ہوں۔" وہ کہہ کر مڑنے کو ہی تھی کہ اماں نے اس کی کلائی زور سے مروڑی۔

"تمہارے دیکھ... [illegible]

"جی۔۔۔" جو اس کی سمجھ میں آ رہا تھا وہ سب سمجھنے کو اس کا بالکل دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"جانے کب سے نظر تھی تمہاری۔"

"اماں جی۔۔۔؟" بے یقینی اور دکھ اس کی آنکھوں میں آ کر ساکت ہو گئے۔

"ارے کیا اماں جی۔۔۔ اماں جی۔۔۔ بتا مجھے کہاں ہے میرا موبائل؟" انہوں نے اس کی کلائی کو زور سے جھٹکا دیا۔

"آپ کہیں رکھ کے بھول گئی ہوں گی۔" اب کی بار وہ بس ذرا سا منمنا سکی۔

"میں بوڑھی ہوئی ہوں، پاگل نہیں۔"

انہوں نے جھٹکے سے اس کی کلائی چھوڑی، وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور تخت کے پائے کے پاس جا گری۔ اماں صحن سے برآمدے میں چلی گئیں۔ گرل کے اس پار سے کبھی ان کے بڑبڑانے کی آواز آتی، کبھی چلّانے کی، مگر وہ وہیں بیٹھی رہی، بالکل ساکت، پھر اماں پاؤں میں چپل اڑسے اس کے قریب سے ہو کر گیٹ سے باہر چلی گئیں۔ باہر کھڑے ہو کر گیٹ کے لٹو کو انہوں نے مخالف گھڑی وار گھما کر اپنے تئیں دروازہ اچھی طرح سے بند کیا تھا۔ عاکفہ گیٹ کی آواز سے چونکی اور گیٹ کی سمت دیکھا۔

"اماں جی ٹھیک سے کنڈی چڑھا کر سویا کریں نا! اتنی لمبی دوپہر ہوتی ہے آج کل۔۔۔"

تین دن قبل اس نے اماں سے یہ بات کہی تھی، جب جمعہ کے دن وہ اسپتال سے آدھی چھٹی کر کے لوٹی تو سنسان لمبی دوپہر میں اماں گیٹ کو محض لٹو گھما کر بند کیے گہری نیند سوئی ہوئی تھیں اور اماں نے جواباً کہا تھا۔

"اچھا۔۔۔ آ آ آ تو اب مجھے عقل مندی کی باتیں تم سکھاؤ گی بی بی؟ سو رہی ہوتی ہوں، مری نہیں ہوتی، سمجھیں؟" تب تو وہ چاہے کچھ سمجھی نہ سمجھی، آج اس کے چودہ طبق ضرور روشن ہوئے تھے۔

[illegible] جھٹ سے تخت پہ بیٹھ...

www.urdupalace.com

چیزیں بیگ میں ڈالیں اور وضو کرنے چلی گئی۔ آج تو نماز مکمل کرنا بھی محال ہو گیا تھا۔ ذہن بھٹک بھٹک کر اماں جی کی باتوں کی طرف چلا جاتا۔ ابھی جب وہ میرے پاس سے گزر کر باہر جا رہی تھیں۔ تب بھلا کیا کہا تھا؟ اس نے یاد کرنے کی کوشش کی۔

"بہن کو دے آئی ہو گی نا اٹھا کر...."

نماز مکمل ہو گئی تھی۔ اس نے سوچوں میں غلطاں ہی سلام پھیرا۔

"مجھے معاف کر دے میرے رب، میرے مالک مجھے معاف کر دے۔" اس نے اپنے رب کے آگے ہاتھ جوڑے اور پھر سجدے میں گر گئی، آنکھوں میں برف ہوئی تکلیف قطرہ قطرہ پگھلتی رہی، وہ سجدے میں گری بے آواز روتی رہی۔ دل بھر کے رو لینے کے بعد دل کا بوجھ ہلکا ہوا تب سجدے سے سر اٹھایا۔

"روٹی بنا دو گی ڈاکٹرنی صاحبہ یا اس عمر میں وہ بھی خود بنانی پڑے گی؟" ابھی اس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ اماں کی پکار سنائی دی۔ جانے وہ کب واپس آئی تھیں۔ اس نے بنا دعا مانگے ہی جاء نماز اٹھا دی۔

☆ ☆ ☆

اس کا تعلق ایک امیر کبیر گھرانے سے تھا۔ والدین کی پہلی اولاد تھی۔ لہٰذا نازوں میں پلی اور بے حد لاڈلی تھی۔ بیاہ کے آئی تو اتنا جہیز لائی کہ دور دور تک چرچے ہوئے، مگر اپنی زبان اماں کے ہاں چھوڑ آئی تھی۔ اسے یاد پڑتا تھا کہ اس کی اماں خود بھی بڑی بد مزاج اور تیز زبان ہوا کرتی تھیں۔ وقت رفتہ رفتہ انہیں ٹھوکریں لگاتا گیا۔ سبق سکھاتا گیا، پہلے وہ کچھ نرم خو ہوئیں، پھر خوش مزاج اور پھر خوش گفتار....

اس کی شادی طے ہوئی تو ہر وقت وہ اسے، یہی سمجھاتیں کہ۔ "دیکھو میری بد زبانی سے نہ میرا معاشرے میں مقام بنا، نہ سسرال میں اور نہ ہی میاں کے دل میں۔ تم ایسی غلطی نہ کرنا۔" اور رخصتی کے وقت بھی انہوں نے باقی ماؤں کی طرح نہ اس کا ماتھا چوما، نہ ڈھیروں دعائیں [illegible] محض ایک چپ کے

"ایک چپ سو سکھ۔" اور پھر جب تک وہ حیات رہیں انہوں نے اس پہ کڑی نظر بھی رکھی۔ کبھی جو کہیں سے سن لیتیں کہ عاکفہ کے ہاں کچھ کہا سنی ہو گئی ہے تو فوراً" فون کھڑکاتیں اور صاف کہتیں کہ زبان درازی کی تو مجھے اماں نہ کہنا۔

صرف ایک بار نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی زبان سے کوئی جملہ ادا ہو گیا تھا۔ تو اماں نے سخت کلاس لی۔ اس نے اماں کو صفائی دیتے ہوئے کہا تھا۔

"اماں میں جانتی ہوں ایک چپ سو سکھ، مگر مجھ سے چپ نہیں رہا گیا۔"

"یہی تو مسئلہ ہے بیٹی، چیزیں ہمارے علم میں ہوتی ہیں، مگر ہر عمل میں نہیں لاتے، تم چپ کی پریکٹس کیا کرو، مسلسل کیا کرو، تب ہی سکھ ملے گا، میں نے چپ نہ رہ کے رشتے کھوئے ہیں، آسانیاں کھوئی ہیں، مقام کھویا ہے اور میں نہیں چاہتی کہ تمہیں بھی ٹھوکر لگے، تب تم پہ صحیح، غلط واضح ہو، میں چاہتی ہوں کہ میری نصیحت ہی تمہارے لیے مشعل راہ ہو اور تم ٹھوکروں سے بچی رہو۔" اور پھر اس دن کے بعد سے اماں نے اپنی زیر نگرانی اس کو چپ کی پریکٹس کروائی، مرتے دم تک کرواتی رہیں، اگر اس سے ——— چھوٹی موٹی چوک بھی ہو جاتی تو فوراً" دماغ درست کرنے آجاتیں اور پھر وہ نہ رہیں۔ مگر تب تک عاکفہ چپ رہنے کی عادی ہو چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

کھانا کھانے کے بعد وہ خواہ مخواہ ہی ٹی وی کے آگے آن بیٹھی، حالانکہ نہ تو اسے ٹاک شوز کا شوق تھا، نہ پرائم ٹائم ڈراماز میں دلچسپی تھی، مگر آج نہ نیند آ رہی تھی، نہ کتاب پڑھنے کو جی چاہ رہا تھا اور تو اور اس نے بیٹے بہن اور شوہر کو میسج تک نہ کیے۔ جو اس کے لیے دن بھر کی سب سے بڑی تفریح تھی۔ بظاہر اس کا رخ ٹی وی کی طرف تھا، مگر نہ وہ اسے سن رہی تھی، نہ دیکھ رہی تھی۔ گزشتہ سترہ سالوں میں اس نے کیا کچھ نہ سہا تھا، [illegible] محض ایک چپ کے

www.urdupalace.com

سہارے..... وہ بیاہ کے آئی تو شوہر کے تین چھوٹے بھائی اور ایک بہن سب ہی تقریباً" جوان تھے، وہ ایف اے پاس تھی۔

ایک روز اچانک میاں ایک نرسنگ کورس میں اس کا داخلہ کرا آئے۔ میاں اکیلے کمانے والے تھے۔ لہٰذا کورس کے فوراً" بعد اس نے ایک اسپتال میں نوکری کرلی۔ اللہ نے جلد ہی ایک بیٹا عطا کردیا۔ ادھر سب سے بڑے دیور اور نند کا بیاہ شروع ہوگیا۔ بیاہ تو چند دنوں کی مصروفیات تھیں، مگر اس پہ جو خرچ ہوا اسے بھرتے بھرتے ان دونوں میاں، بیوی کو سالوں لگے۔ پھر بھی دیورانی سے اسے یہ سننے کو ملا کہ بھابھی گھر کا کوئی کام نہیں کرتیں، سارا دن میں ہی کھپتی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ساس اور نند منصف بنیں۔ علی الصبح اور شام کے بعد کے لیے انہوں نے تمام بڑے بڑے کام الگ کیے، جیسے فرش دھونا، کپڑے دھونا، سالن بنانا، آٹا گوندھنا اور باقی سارا دن کے کام چھوٹی کے حصے آئے..... وہ چپ رہی، خیر چھوٹی پھر بھی لڑ جھگڑ کر الگ ہی ہوئی اور چونکہ وہ چپ رہتی تھی۔ لہٰذا اس نے بہتوں کو خود کے لیے گھنّی اور میسنی جیسے لفظ بولتے سنا۔

پھر چھوٹے دونوں کی شادیاں ایک ساتھ ہوئیں۔ قرض ابھی اترا نہ تھا کہ ان کی بیویوں کو حصہ لے کر پرسنلی اسٹیبلش ہونے کی فکر ہوگئی۔ دل تو اس کا بھی بہت چاہتا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے کچھ جوڑ کر رکھے یا کم از کم اپنے کمرے میں اے سی ہی لگوا لے، مگر اس کی خواہشیں چپ کے تالے کے پیچھے پڑی رہیں۔ گھر بکا، رقم تقسیم ہوئی اور وہ اماں جی کے ساتھ ایک نسبتاً" چھوٹے اور سادہ گھر میں آبسی۔

وہ ملنے ملانے والوں کو بتانا چاہتی تھی کہ اماں جی نے خود اس کے ساتھ رہنا پسند کیا، مگر اماں ہر ایک کو یہی سناتیں کہ اس کا شوہر شہر سے باہر ہے، اس لیے مجبوراً" اس کے ساتھ رہنا پڑا اور وہ چپ چاپ سنے جاتی۔ ادھر میکے میں بھی اس

شادی کے بعد الگ ہوتے گئے۔ اس کی چھوٹی بہن ابھی فرسٹ ایئر میں تھی کہ اماں کا انتقال ہوگیا۔ وہاں بھی چاروں الگ گھر بنا چکے تھے۔ اماں اور نجمہ چھوٹے والے کے ساتھ رہتی تھیں۔ اماں اللہ کو پیاری ہوئیں تو بھائیوں نے طے کیا کہ نجمہ سب کے ہاں مہینہ مہینہ رہا کرے گی، تاکہ کسی ایک پہ بوجھ نہ بنے۔

باپ کی چھوڑی گئی وراثت سے ان سب کے حصے میں اتنا اتنا ضرور آیا تھا کہ سب ہی مالی طور پر اچھے خاصے مستحکم تھے، مگر نجمہ کے ماں، باپ نہ رہے تھے۔ لہٰذا اب اسے بوجھ ہی سمجھا جاتا تھا۔ اس کا بہت بار جی چاہا کہ نجمہ کو لاکر اپنے گھر ٹھہرا لے، تاکہ روز روز کے آنے جانے سے اس کی پڑھائی تو کم از کم متاثر نہ ہو، مگر چپ آڑے آجاتی۔

✲ ✲ ✲

اماں جی اٹھتے بیٹھتے محمد ولی کے اکلوتے ہونے پہ پریشان ہوتی رہتیں۔ ہر گزرتے سال کے ساتھ ان کی پریشانی اتنی بڑھی کہ وہ محمد ولی کے لیے نئی امی لانے کے معاملے میں سنجیدہ ہوگئیں۔ عاکفہ اگر پہلے چپ اوڑھے رہتی تھی تو اب گہری چپ اوڑھے رہنے لگی۔ اگر انہیں کوئی لڑکی اپنے حساب کی مل جاتی تو لڑکی والوں کو ان کا حساب کتاب پسند نہ آتا۔ ایک دفعہ بات کچھ آگے چلی تو محمد ولی کے سب سے بڑے چچا نے آکر اماں سے خوب بحث کی اور بالآخر انہیں مزید پیش قدمی سے باز رکھنے میں کامیاب ہو ہی گئے۔

خیر ایک آدھ سال بعد اماں کو پھر سے جوش آیا، مگر پھر خود ہی سنبھل گئیں کہ اب تو محمد ولی کی مسیں بھیگ رہی تھیں۔ لہٰذا انہوں نے اس کے ابا کی شادی کا سوچنا چھوڑا اور اس کی شادی کے متعلق سوچ سوچ کر خوش ہوتی رہیں۔ عاکفہ کے ساتھ ان کی لڑائی ہمیشہ رہی، شادی کے سترہ سال بعد بھی وہ اپنی پسند سے سبزی تک نہ لاسکتی تھی۔ جو اماں جی کہتیں، وہی لاتی، وہی ... لاتی۔ لوگوں کے ساتھ

www.urdupalace.com

کیسا لین دین رکھنا ہے اس کے بھتیجے، بھتیجیوں کو کس قسم کے تحائف ان کی آمین یا سالگرہ پہ بھجوانے ہیں۔ سب اماں جی ہی طے کرتیں۔ وہ چپ ہی رہتی۔ مگر آج تو اس کا دل بھر آیا تھا۔ تمام کام کاج سے فارغ ہو کر اس نے کمرے کی کنڈی لگائی۔ بکسے سے پرانا البم نکالا اور اماں کی تصویر کو گلے لگا کر بچوں کی طرح رونے لگی۔

"اماں کہاں ہیں میرے حصے کے سُوسکھ؟ کہاں ہیں؟ بتا مجھے، تیری چپ آج بھی میرے پلّو سے بندھی ہے، مگر وہ سوسکھ کہیں نہ ملے مجھے۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی اور اسی رونے دھونے میں اس کی نہ جانے کب آنکھ لگ گئی۔

پھر جانے رات کا کون سا پہر تھا کہ اسے فون کی بیل سُنائی دی، بڑی ہی مشکل سے وہ خود کو ذرا سا جگا سکی اور فون آن کیا۔

"ہیلو۔۔۔"

"کہاں تھیں تم؟ کتنے میسج کیے میں نے۔" محمد ولی کا باپ چھُوٹتے ہی بولا۔

"میسج ٹون آف تھی، ولی کے ابا اور میں سو گئی تھی۔ پتا نہیں کیسے۔" ولی کے ابا کی غصیلی آواز نے اس کی آدھی نیند تو فوراً بھگا دی تھی۔

"بس سوتی ہی رہنا۔۔۔ یہاں میں کتنی مشکل میں ہوں، کس قدر پریشان ہوں، کوئی احساس نہیں ہے تمہیں۔"

"سوری۔۔۔ وہ میں دراصل۔۔۔"

"پتا ہے میں تمہیں کچھ بتانا چاہ رہا تھا، تاکہ دل کا بوجھ کچھ ہلکا ہو، مگر دن کو تم گھر میں ہوتی نہیں اور شام کو تمہیں کام بہت ہوتے ہیں، جو وقت بچے اس میں سو جاتی ہو۔"

وہ تلخی سے بول رہا تھا۔ عاکفہ کا حلق تک نمکین ہو گیا، مگر وہ چپ رہی، بتا بھی نہ سکی کہ وہ بھی ہرٹ ہوئی ہے، گھنٹوں روئی ہے۔

"گاڑی لگ گئی [illegible]

چپ کو مزید ندامت تصوّر کرتے ہوئے اس نے بتایا۔ عاکفہ کا رنگ ایک دم فق ہو گیا۔

"وہ نئی گاڑی جو آپ کے باس نے پرسوں ترسوں ہی زیرو میٹر نکلوائی تھی؟"

"ہاں۔۔۔ وہی!" قدرے ست سا ہو کر اس نے جواب دیا تھا۔ عاکفہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ اب کیا بولے، کیسے تسلی دے۔

"دوپہر سے اس کے پیچھے لگا ہوں، ابھی ٹھیک ہوئی ہے۔ خرچ بہت ہو گیا ہے۔ اور باس ناراض بھی خوب ہوئے۔"

"اللہ خیر کرے گا۔" وہ بس یہی کہہ سکی۔

"ہاں! بس دعا کرنا بہت ساری۔۔۔ اور تم ٹھیک ہو؟" اس کے آخری تین لفظوں پہ عاکفہ جیسے تڑپ کر رہ گئی۔ دل میں گھاؤ لگا تھا اور گہرا بھی کافی تھا۔ درد کا اثر اتنی جلدی کہاں زائل ہوتا۔ اوپر سے زخمی دل بری طرح بدکا۔ کھل کر بیان ہونے کو بے تاب ہوا، مگر عاکفہ نے اسے گھر کا، چپ کی گولی دی۔

"جی الحمد للہ۔۔۔ آپ پریشان مت ہوں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"چلو ٹھیک ہے، تم پھر سو جاؤ۔"

"جی ٹھیک ہے، اللہ حافظ!" فون بند ہوا تو اسے پھر سے بے طرح رونا آیا۔ کچھ دیر فون ہاتھ میں لیے چپ چاپ بیٹھی رہی، پھر کوئی خیال آنے پہ واٹس ایپ کھولا۔ محمد ولی کا لاسٹ سین بارہ سنتالیس کا آ رہا تھا اور اب ایک ہونے میں پانچ منٹ رہ گئے تھے۔ یعنی امکان تھا کہ وہ جاگ ہی رہا ہو گا۔ اس نے وائس میسج کرنے کے لیے مائیک کے نشان پہ انگوٹھا رکھا۔ کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ پھر کچھ سوچ کر اس نے اس کی پروفائل کھولی تو نظر اسٹیٹس کی طرف بھٹکی۔

"پری بیشرنگ گرینڈ ٹیسٹ۔ دعا کرنا سب۔" وہ جو بولنے کو ہی تھی، نئے سرے سے چپ ہو گئی۔ یہ [illegible] ہی کہیں اپ ڈیٹ کیا تھا،

www.urdupalace.com

کیونکہ جمعہ کی شام سے آج دوپہر تک تو اس کا اسٹیٹس "انجوائنگ ویک اینڈ" ہی تھا۔ اب وہ کیسے اس کو ڈسٹرب کرتی۔ وہ موبائل تکیے کے نیچے رکھ کے چپ کر کے لیٹ گئی۔ نیند اب اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی اور چپ.... چپ نے اس کے اندر شور برپا کیا ہوا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ اسپتال سے چھٹی لے کر نجمہ کی طرف چلی آئی تھی۔ اس مہینے وہ منجھلے بھیا کے ہاں تھی۔ جو عاکفہ کو بہت قریب پڑتا' سو اس نے غنیمت جانا۔ ہمیشہ وہ نجمہ کی خبر گیری کرنے' اس کے ساتھ ضروری چیزوں کے لیے بازار جانے یا اس کے ہی کسی اور کام سے آیا کرتی تھی' پہلی بار وہ اپنا دل بہلانے آئی تھی اور یہاں آکر تو اس کا دل دکھ سے جیسے بھر گیا۔

"عظیم تمہیں شرم نہ آئی' ارے اپنی بھی تو تین بیٹیاں ہیں' ان کے ساتھ بھی یہی کرو گے کیا؟" وہ ابھی دم بھی نہ لینے پائی تھی کہ عظیم دکان سے بھاگا بھاگا چلا آیا اور لگا اسے ایک رشتے کی بابت بتانے' تین بچوں کے باپ کا رشتہ.... اس کا دل کٹ کے رہ گیا' وہ خود پہ قابو نہ رکھ سکی' مگر عظیم ڈھٹائی سے بولا۔

"تو کیا کروں' شریف لوگ کہاں ملتے ہیں آج کل...."

"اچھے لوگوں کو ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ بھاگ دوڑ تو کرنی ہی پڑے گی۔ پھر ہی مناسب رشتے ملتے ہیں۔"

"اچھا تو باجی پھر تم بھاگ دوڑ کر لو' میں تو دشمن ہوں نا اس کا۔"

"جو کر رہے ہو' وہ دوستی بھی تو نہیں ہے۔" فوراً دل کا دکھ بیان ہوا۔

"تو کیا کریں باجی؟ نقاش بھائی کا سالا بھی تو اچھا خاصا تھا' تمہیں ہی پسند نہ آیا۔" وہ لاتعلقی اور بے زاری سے بول رہا تھا۔ عاکفہ اب کچھ بول نہ سکی۔ نہ شکوہ' نہ نصیحت' نہ جذباتی بلیک میلنگ.... بہت دل چاہ رہا تھا کہ وہ ان سب کو بٹھا[illegible]

سمجھنے والا تھا کون' اس بے زاری اور لاتعلقی میں ایک پہ سیر تھا تو باقی سب سوا سیر۔ بہن کی شادی پہ خرچ کرنا تو ایک طرف اس کے روزمرہ کے جوتی کپڑے پہ بھی وہ لوگ خرچ نہیں کرنا چاہتے تھے اور وہ معصوم دن بہ دن مرجھاتی جارہی تھی۔ عاکفہ دل میں ڈھیروں تاسف لیے اس کے پاس آبیٹھی۔ وہ گیلری میں پڑے ننھے سے پنگھوڑے میں آڑی ترچھی لیٹی تھی۔

"نجمہ...."

"جی باجی!" اس کے پکارنے پہ وہ سیدھی ہوئی' ہاتھ سے لباس درست کیا جو بیسیوں نہیں' بلکہ سیکڑوں بار کا دھلا ہوا لگتا تھا۔

"یہاں سوتی ہو کیا؟" پوچھتے ہوئے اس کا دل لرز رہا تھا اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔

"ارے نہیں باجی! بس جب دل گھبرا جائے تو ادھر تازہ ہوا میں آجاتی ہوں۔" نجمہ کے جواب دینے پہ اس کی جان میں جان آئی' ورنہ پوچھتے سے وہ خود خوف زدہ تھی کہ اگر اس کا جواب ہاں ہوا تو وہ کیا کرے گی؟ کر ہی کیا سکے گی؟ کسی سے بات تک تو نہ کرپائے گی۔

"چلو اندر.... لان کا سوٹ لائی ہوں تمہارے لیے.... شیفون کا دوپٹا تو نہیں ہے' مگر پرنٹ بڑا اچھا ہے۔"

"تو کیا ہوا باجی؟ شیفون کے دوپٹے تو ٹھہرتے ہی نہیں' لان والے کی تو بعد میں قمیص بھی بنائی جاسکتی ہے۔" وہ سمجھ داری سے کہتے ہوئے اس کے سنگ چل رہی تھی اور عاکفہ کا جی چاہا' ابھی کے ابھی کسی دیوار سے اپنا سر ٹکرائے اور بار بار ٹکرائے۔ بھلا وہ محمد ولی کے سب سے چھوٹے چچا کی دفعہ بول کیوں نہ پائی تھی' بہت جھکاؤ تھا اس کا نجمہ کی طرف' سب ہی کو محسوس ہوتا تھا۔

اماں تو کئی بار تلخ ترش بھی کہہ دیتیں اس حوالے سے' مگر وہ کیا کرتی اسے شرم آرہی تھی اور اماں نے بھلا اسے کہاں حق دیا تھا رائے دینے کا مشورہ دینے کا [illegible] اماں کو کہا تب بھی

www.urdupalace.com

اس نے سب دیورانیوں کے طعنے تشنے چپ چاپ سن لیے تھے اور بولی نہیں 'ناہاں میں' ناہی ناں میں۔۔۔

اپنی اماں کے ایک چُپ سو سکھ والے فارمولے کے عین مطابق چپ رہی اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا نجمہ کو رخصت کرتے وقت وہ اماں والی نصیحت اسے کرپائے گی یا نہیں۔۔۔ معصوم نجمہ جس نے بہاروں سا بچپن دیکھا، مگر اس کی نوخیز جوانی کو یتیمی اور مسکینی دیمک کی طرح چاٹ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"بہن! یہ ذرا پیڑھی پکڑا دیں۔" یہ کیسی کی رسم قل تھی۔ باقاعدہ دعا ابھی شروع نہ ہوئی تھی اور سفید چادروں پہ رکھی گھٹلیوں کو خواتین کچھ دیر پڑھتیں اور پھر کچھ دیر باتوں میں لگ جاتیں۔ ایک عمر رسیدہ صحت مند خاتون باقی لوگوں سے قدرے ہٹ کر ایک کونے میں بیٹھی تھیں کہ ایک خوش شکل، خوش لباس عورت نے ان سے پیڑھی مانگی۔

"یہ لیں۔۔۔" عمر رسیدہ خاتون نے پیڑھی بڑھائی، دوسری محترمہ ان کے ساتھ ہی پیڑھی رکھ کر بیٹھ گئیں۔

"اصل میں جوڑوں کا درد ہے نا تو اس لیے۔۔۔ ورنہ مناسب تو نہیں لگتا۔" وہ شائستہ خاتون محض پیڑھی لے کر بیٹھنے پہ شرمندہ تھیں۔ دوسری خاتون ہولے سے ہنس دیں اور بولیں۔

"ارے چھوڑو بہن! آج کل کیا کچھ نہیں ہوتا۔ اور ہم تم ایسی باتوں پہ بھی جھجکتے ہیں۔"

"یہ تو ہے۔۔۔ لوگ اور ان کے رویے بہت عجیب سے ہو گئے ہیں میں تو پریشان ہو کر رہ جاتی ہوں۔"

"چلو، سب نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے، خود ہی اپنا حساب دیتے رہیں گے۔"

"جی یہ تو ہے، مگر ہم خواتین تو قبر سے بھی جب تک دور ہی رہنا چاہتی ہیں کہ جب تک اولاد زندگی میں سیٹل نہ ہو جائے اور اولاد۔۔۔" وہ فقرہ ادھورا چھوڑ کر خاموش ہو گئیں۔ ان [illegible]

لہرانے لگے۔

"اللہ خیر کرے گا، خیر کی امید رکھنی چاہیے۔" بڑی خاتون نے انہیں تسلی دی۔

"ان شاء اللہ۔۔۔" وہ جانے کتنی بھری بیٹھی تھیں کہ گلوگیر ہو گئیں۔

"کتنے بچے ہیں ماشاء اللہ سے؟"

"تھے تو چار۔۔۔ ایک رہ گیا ہے۔۔۔ باقیوں کی شادی ہو گئی۔"

"دل چھوٹا نہ کرو بہن! اب جو ایک ہے نا تمہارے پاس، دیکھنا چار سے بڑھ کر چاہے گا۔ چار سے بڑھ کر خیال رکھے گا۔"

"خیال تو وہ سب بھی رکھتے تھے۔۔۔ مگر۔۔۔ انہوں نے گہری سانس خارج کی۔ "اب کیا پتا آنے والی کس راہ پہ لگائے اسے۔۔۔ دعا کیجیے گا۔"

"ہاں ہاں، ضرور میں دعا کروں گی، تم پریشان مت ہو۔ آنے والیوں کو واقعی بہت سی راہیں آتی ہیں جانے کن راہوں پہ چڑھا دیں۔ میرے ساتھ بھی یہی سب ہوا، مگر ایک ہے میرے پاس اللہ کی نعمت۔۔۔ بیٹیوں سے بڑھ کر۔۔۔ سچ کہوں "اف" تک نہیں کرتی۔"

"ماشاء اللہ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ اللہ سب کو ایسی بہوویں دے۔" کم عمر خاتون "حقیقتاً" متاثر ہوئی تھیں۔

"ارے آپ کا بیٹا کرتا کیا ہے؟" عمر رسیدہ خاتون نے کوئی خیال آنے پہ اچانک پوچھا۔

"میرا بیٹا؟ ہائی وے میں ملازم ہے، سرکاری نوکری ہے، کیا کوئی رشتہ ہے آپ کی نظر میں۔۔۔" وہ تو جیسے کھل ہی اٹھی تھیں۔

"ہاں۔۔۔ ایک رشتہ ہے تو سہی!" عمر رسیدہ خاتون نے کہا۔ ان کی نظروں میں کسی کا پریشانی سے ستا چہرہ گھوم رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"امی پلیز۔۔۔ میرے لیے۔۔۔ میری خاطر۔۔۔" محمد ولی [illegible] کے گھٹنے پکڑے فرش پہ بیٹھا

www.urdupalace.com

تھا۔ کیا کچھ تھا اس کی بولتی آنکھوں میں.... امید.... مان.... بھروسا.... عاکفہ کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا بولے اور کیا نہ بولے۔

"امی میں جانتا ہوں، پھپھو ہمیشہ آپ سے بہت روڈ رہی ہیں، مگر میری خاطر امی.... پلیز امی.... میری پیاری امی!" کتنا عزیز تھا نا اس کو یہ چہرہ.... اس کی مسکراہٹ.... اس کی تروتازگی....

"کب چلیں؟" عاکفہ نے محبت سے اس کے گال پہ ہاتھ پھیرا اور پھر پوچھا تھا۔

"آج.... ابھی.... اسی وقت امی.... چلیں؟" کہتے کہتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اس نے عاکفہ کی ہاں ناں کا بھی انتظار نہیں کیا، اس کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً" کھینچتا ہوا اسے لاؤنج سے باہر لے گیا۔ وہ بھی ہنس رہی تھی، خوش تھی۔

محمد ولی کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ آنکھیں موندے بیٹھی وہ سوچ رہی تھی کہ ماہ و سال بھی کیسے پر لگا کے اڑے نا! کل جو ولی اس کی گود میں سوتا تھا آج وہ اس کا رشتہ لینے جا رہی تھی۔ اس کی دادی حیات ہوتیں تو.... وہ نم دیدہ ہوئی۔ اس نے اپنے دل ہی دل میں دو لڑکیاں پسند کر رکھی تھیں کہ ان میں سے کوئی ایک جو اگر محمد ولی کو بھا جائے تو کیا ہی خوب ہو.... مگر کیا کرتی؟ پھول سے محمد ولی کو مرجھائے ہوئے کیسے دیکھ پاتی، سو دل کی دل میں ہی رکھی اور چپ چاپ اس کے ساتھ چل دی۔

جانے آپا حمیدہ کیا کہیں؟

عمر میں بڑی نند کے متعلق سوچتے ہوئے بھی وہ گھبرائی، بالکل ایسے، جیسے شادی کے اولین دنوں میں وہ آپا حمیدہ کی تیز، ایکسرے کرتی نظروں کے سامنے آنے سے بھی گھبرا جایا کرتی تھی۔ پچھلے دنوں وہ محمد ولی کے چاچوں میں سے سب سے بڑے کے بیٹے کا رشتہ بڑی سہولت سے ٹھکرا چکی تھیں، حالانکہ اس کی نوکری محمد ولی کی نوکری سے زیادہ اچھی تھی اور اس کے باپ کا جمع جتھا بھی محمد ولی کے [illegible] سے کہیں [illegible]

تھا۔

"امی آئیں بھی...." محمد ولی کی پکار پہ وہ چونکی۔ وہ اس کی طرف کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ عاکفہ کو تو پتا ہی نہ چلا کہ وہ کب پہنچے اور کب محمد ولی گاڑی پارک کر کے باہر نکلا۔ وہ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتی محمد ولی کے سنگ آپا حمیدہ کے لاؤنج میں داخل ہوئی۔ آپا سامنے ہی صوفے پہ بیٹھی اخبار پڑھ رہی تھیں۔ محمد ولی ان کا پہلا پہلا بھتیجا تھا۔ لاڈلا تو انہیں بے حد تھا۔ لہٰذا اسے دیکھتے ہی وہ فوراً" اٹھیں۔

"محمد ولی، میں صدقے جاؤں، کتنے دنوں بعد چہرہ دکھایا۔" اسے چوم چاٹ کے فارغ ہوئیں تو دھیان تھوڑا عاکفہ کی طرف گیا۔

"آؤ نا تم بھی.... بیٹھو، کھڑی کیوں ہو۔" عاکفہ کے لیے اتنا استقبال بھی غنیمت تھا، وہ مسکراتی ہوئی سر کو خم دیتی صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"تارہ.... تارہ.... کام وام چھوڑو اور کچھ کھانے کے لیے لاؤ۔" با آواز بلند انہوں نے نوکرانی کو ہدایت کی۔

"پھپھو! میں ایک کال کر کے آتا ہوں...." محمد ولی نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا اور باہر چلا گیا۔ جاتے جاتے وہ ماں کو نظروں ہی نظروں میں کہہ گیا کہ پلیز فوراً" سے پیشتر.... عاکفہ کو اس کے اتاؤلے پن پہ ہنسی آئی۔ کچھ دیر خاموشی رہی، پھر تارہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی آئی۔ فروٹس، بسکٹ، جوس، وہ سب کچھ ایک ساتھ ہی لے آئی تھی۔ آپا نے ٹرالی اس کی طرف کھسکائی۔ لمحے بھر کے لیے اس کی نگاہ بیش قیمت کراکری میں کھب سی گئی۔

"بچے کیسے ہیں آپا؟" اس نے سلسلۂ کلام جوڑا۔

"ٹھیک ٹھاک ہیں، ماشاءاللہ.... نازیہ گئی ہوئی ہے، صبیح کا ایڈمیشن کرانے۔"

"اچھا.... یونی ورسٹی نہیں گئی نازیہ؟"

"نہیں وہ احمر کا کوئی ٹیسٹ تھا، وہ چھٹی کر نہیں سکتا تھا اور صبیح گھبرا رہا تھا اکیلے جاتے ہوئے کہ کوئی مسئلہ [illegible] ہو جائے۔"

www.urdupalace.com

"چلیں اب وہ بھی کالج میں آگیا ہے تو اس میں بھی کانفیڈنس آجائے گا۔"

"ہاں... احمر اور نازیہ بھی اسے یہی کہہ رہے تھے کہ تم تو ہم دونوں سے بھی زیادہ پراعتماد ہو جاؤ گے۔"

آپا بتا رہی تھیں اور اس کی نظریں بار بار ان کی کلائیوں پہ پھسلتیں... وہ گھر میں عام طور پہ ہی اتنا سونا پہنے رہتی ہیں' اسے پہلے بھی پتا تو تھا ہی مگر آج محسوس کچھ زیادہ ہو رہا تھا۔

"آپا... میں تو سوال کرنے آئی تھی آپ سے..."

اس کی نگاہیں کلائیوں سے ہٹیں تو بیش قیمت پردوں پہ جا کے اٹکیں۔

"نازیہ بٹی کے لیے..." اسے تمہید باندھنا بالکل نہ آئی تھی۔ خلاف توقع آپا فوراً" ہی پھٹ نہ پڑیں' بلکہ رسان سے بولیں۔

"دیکھو عاکفہ... محمد ولی مجھے بہت عزیز ہے... لیکن..."

عاکفہ بغور انہیں سُن رہی تھی۔ لاؤنج کے کھلے دروازے سے محمد ولی لان میں ٹہلتا نظر آتا تھا' فون اس کے کان سے لگا تھا' مگر جانے وہ کسی سے بات بھی کر رہا تھا یا بس یوں ہی وقت گزار رہا تھا۔

✲ ✲ ✲

عاکفہ ہوٹل کے استقبالیہ پہ کھڑی مہمانوں کو ریسیو کر رہی تھی۔ تین بچوں کے سنگ آتی ایک خوش پوش صحت مند خاتون کو دیکھ کر وہ تو جیسے خوشی سے نہال ہی ہو گئی۔

"شکر ہے' تم پہنچ آگئیں' میں تو پریشان ہی ہو گئی تھی۔" آگے بڑھ کر اسے گلے لگاتے ہوئے عاکفہ بولی۔

"پہنچنا تو تھا ہی... میرے راجا کا ولیمہ ہے آخر..."
وہ جدید تراش والے بالوں کو ہاتھ سے سیٹ کرتے ہوئے بولی۔

"ارے اسے تو دیکھو' یوں لگ رہا ہے جیسے ولیمہ اسی کا ہو... عاکفہ کی نظر اس کے پہلو میں کھڑے بچے پہ گئی تو اس نے فوراً" اسے گود میں اٹھالیا اور اس کے دونوں گال چومے..."

"ہاں نا باجی! اس کی تو ضد تھی کہ میں بالکل ولی بھیا کے جیسا لگوں۔"

"اور ان دونوں مہارانیوں کو دیکھو... خالہ کے ہاتھ تک نہیں آئیں فوراً" بھیا بھابھی کے پاس اسٹیج پہ پہنچ گئیں۔" عاکفہ نے نجمہ کی بیٹیوں کی جانب اشارہ کیا۔

"توبہ! باجی جب اظہر کی کال آئی نا کہ انہیں چھٹی نہیں مل رہی تو ان دونوں نے تو رو' رو کر اودھم مچا دیا۔ باجی' آپ نے خواہ مخواہ ہی دو دن کا گیپ دیا بارات اور ولیمہ میں... اچھا ہوتا کہ تب ایک ہی چکر میں سب بھگتا جاتے' اب دیکھیں نا اظہر نے اتنی کوشش کی' مگر ایک ہفتے میں دو دفعہ چھٹی تھوڑے ہی ملنی تھی۔"
عاکفہ اس کے تفصیل سے بتانے پہ ایک دم رنجیدہ ہو گئی - کچھ بول ہی نہ سکی - نجمہ کو فوراً" ان ہونی کا احساس ہوا۔

"اب پریشان نہ ہونا باجی... آ تو گئی ہوں نا... بس میں تو ایسے ہی کچھ بھی کہہ دیتی ہوں... سوری!"

"میں کبھی تمہارے لیے کچھ بھی نہیں کر پائی نا۔ گاڑی بھی نہیں بھجوا سکی آج..."

"گاڑی نہیں بھجوائی' تو کیا ہوا؟ میں آ تو گئی ہوں نا۔" نجمہ نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر دبائے۔ عاکفہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا' وہ اسے نظر بھر کے کم ہی دیکھتی تھی کہ کہیں نظر ہی نہ لگ جائے۔ شوہر کے دیے اعتماد اور ساس سے ملی ماں جیسی محبت نے اسے پُراعتماد تو بنایا ہی تھا' بے حد پرکشش بھی کر دیا تھا۔

"آ تو گئی ہو' لیکن وہی بات کہ میں آج بھی تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکی۔" "پتا ہے باجی! میرے پاس آج جو کچھ بھی ہے' تمہاری وجہ سے ہی ہے۔"

"میری وجہ سے کیسے...؟" وہ بے پناہ حیران ہوئی۔

"ہاں باجی تمہاری وجہ سے... تمہاری جیب کی وجہ ... کی وجہ سے... اظہر کی ماں

www.urdupalace.com

نے مجھے ایسے ہی تو پسند نہیں کرلیا۔ تمہاری ساس سے کہیں ملاقات ہوئی تھی ان کی تو انہوں نے اظہر کی امی کو بتایا کہ میری بہت اچھی، بہت صابر، بہت نفیس بہو اپنی بہن کے لیے ہمہ وقت پریشان رہتی ہے تو جب ہی تو آئی تھیں اظہر کی امی رشتہ لے کے....."

"کیا سچ؟" اسے یقین نہ آتا تھا۔

"ہاں باجی! بالکل سچ.... اور اظہر کی امی نے سوچا بڑی بہن اتنی اچھی ہے تو چھوٹی میں بھی کچھ گن تو ہوں گے ہی...." عاکفہ نے فرط جذبات سے اسے گلے لگالیا۔

"پتا ہے، مجھے بھی آج ہی یہ بات پتا چلی۔ ابھی جب میں گاڑی میں ذکر کر رہی تھی نا کہ اللہ میری باجی کی خوشیوں کو نظر سے بچائے، انہوں نے بہت سخت حالات بھی دیکھے ہیں۔ تو تب میری امی جان نے باتوں باتوں میں یہ انکشاف کیا۔"

"ارے وہ ساتھ آئی ہیں.... مگر کہاں ہیں؟"

"وہ کارڈ لینے گئی ہیں۔ میرا کریڈٹ ختم تھا تو کہنے لگیں، میں ہی لے آتی ہوں، تمہارا کیا بھروسا، محمد ولی کے ولیمہ پہ بھی اس کو دکانوں کی دوڑیں لگوانا شروع کردو۔" نجمہ نے ہنستے ہنستے بتایا۔ عاکفہ بھی اس بات پہ ہنس دی۔

"اب میں دولہا، دلہن کے پاس چلتی ہوں۔ اکلوتی خالہ ہوں، اسٹیج پہ بیٹھنا چاہیے نا ان کے ساتھ....."

"ہاں ٹھیک ہے اکلوتی خالہ، جاؤ ارمان پورے کرو جاکر۔"

وہ جانے کے لیے مڑی تو عاکفہ نے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ اس کے سکھ کی بہت دعا کرتی تھی، اس کے سکھ سے بہت سکھی تھی۔ مگر اندر ہی اندر اسے یہ قلق ہمیشہ سے رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کچھ کر نہیں سکی کبھی، ڈھنگ کا کوئی ایک رشتہ بھی تو نہ ڈھونڈ پائی۔ مگر آج یہ انکشاف ہزاروں، لاکھوں سکھوں سے بڑھ کر فرحت بخش تھا کہ نجمہ کے سکھ درحقیقت اس کے ہی مرہون منت تھے۔

"تھینک یو اماں!" وہ دل ہی دل میں اپنی اماں سے مخاطب ہوئی۔ تب ہی [illegible]

حمیدہ پہ پڑی۔ دونوں ساتھ بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور اسے یاد آیا، آپا حمیدہ نے اس دن اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔

"دیکھو عاکفہ.... محمد ولی مجھے بہت عزیز ہے.... لیکن.... خالی اس کی نوکری کو دیکھوں تو کبھی رشتہ نہ دوں.... بہت عزیز ہے مجھے، مگر میری بیٹی سے بڑھ کر تو نہیں.... اور اگر تمہارا گھر دیکھوں تو تب ہی تمہیں انکار کردوں.... مگر میرے سامنے تو تم ہو، میں تمہیں دیکھ رہی ہوں اور میں نے برسوں سے تمہیں دیکھا ہے۔ اب مجھے اپنی بیٹی کا سکون دیکھنا ہے۔ مجھے تسلی ہے وہ تمہارے گھر میں خوش رہے گی۔ مجھے اطمینان ہے کہ وہ سکھی رہے گی۔ تم نے خود آج تک کسی کو دکھ نہیں دیا، تو آئندہ کیا دوگی۔ یا وہ کیسے کسی کو دکھ دے گا جو تمہاری گود میں پلا ہے۔

پیسہ.... زیور.... گھربار.... لوگ سب کی یقین دہانی کرواتے ہیں، مگر مجھے جو اپنی بیٹی کے لیے سب سے بڑھ کر چاہیے ہے اس کی یقین دہانی تم ہو، تم ہو نا میرے پاس...." عاکفہ آپا کے الفاظ یاد کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئی۔ اس دن جب وہ جواب کے ساتھ لوٹی تو محمد ولی کے چہرے پہ جانے کتنے رنگ تھے اور آنکھوں میں کتنے ہی جگنو! اور یہ دنیا کے کسی بھی سکھ سے بڑھ کر ہی تو تھا۔

☼

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com